# مالی قربانی تزکیہ نفس کا باعث ہے

# ہر شخص بلا استثناء مالی قربانی میں حصہ لے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/جون ۱۹۸۷ء بمقام بیت محمود زیورک سوئٹزرلینڈ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:۔

انگلستان میں جب خطبہ دیا جاتا ہے تو ساتھ ساتھ اس کے ترجمہ کا بھی انتظام ہے اور جن لوگوں کو اردو سمجھ نہیں آتی، صرف انگریزی دان ہیں ان کو ہیڈ سیٹس (Head Sets) مہیا کر دیئے جاتے ہیں جن سے وہ ساتھ ساتھ خطبہ کا ترجمہ انگریزی میں سن سکتے ہیں۔ یہاں زیورک کی جماعت کے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں ہے جبکہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک کافی تعداد ایسے احمدیوں کی موجود ہے جو جرمن زبان سمجھتے ہیں مگر اردو یا انگریزی نہیں سمجھتے۔ اس لئے آج یہ طریق اختیار کیا جائے گا کہ خطبہ کو میں ٹھہر ٹھہر کر بیان کروں گا اور ہر ٹکڑے کے بعد شیخ ناصر احمد صاحب اس بیان شدہ حصہ کا ترجمہ جرمن زبان میں ساتھ ساتھ کرتے چلے جائیں گے۔ اس لحاظ سے خطبہ کچھ مختصر بھی کرنا پڑے گا کیونکہ اگر گھنٹہ بھر کا خطبہ ہو تو ترجمہ سمیت پھر دو گھنٹے تک بات پہنچ جاتی ہے جو تکلیف مالا یطاق ہے۔

یہ جون کا مہینہ جماعت کے مالی نظام میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ بہت سے ممالک میں جہاں جماعت کی بڑی تعداد ہے یہ ادائیگیوں کا آخری مہینہ ہے۔ اس پہلو سے چندہ عام اور چندہ وصیت کے لحاظ سے جماعت سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس مہینے کے آخر سے پہلے پہلے اپنے سارے بقائے ادا کر دیں۔ ہر جون ہر سال یہی پیغام لے کے آتی ہے اور جہاں تک جماعت کی استطاعت ہے اس کے تقاضے بہت عمدگی کے ساتھ، ذمہ داری کے ساتھ پورے کرتی چلی آرہی

ہے۔لیکن اس سال اس راہ میں کچھ مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔کئی ممالک میں بعض آسمانی آفات کی وجہ سے مالی طور پر دقتیں پیدا ہوئیں اوراس کے علاوہ صد سالہ جوبلی کے قرب کی وجہ سے جو گزشتہ سال میں نے تحریک کی تھی کہ آئندہ سال خصوصیت کے ساتھ صد سالہ جوبلی کے بقایا ادا کئے جائیں وہ اتنا بڑا مالی بوجھ ہے، بوجھ کا لفظ تو مناسب نہیں ہوگا، اتنی بڑی مالی ذمہ داری اور مالی ذمہ داری کا اعزاز ہے کہ اگر وہ بھی پورا کیا جائے اور پھر اس سال کے چندے بھی ادا کئے جائیں تو ایک بہت ہی زیادہ مالی ذمہ داری جماعت کے اوپر پڑ جاتی ہے۔

ان امور پہ غور کرتے ہوئے میں یہ سوچتا رہا کہ جماعت کو اس معاملے میں کیسے تحریک کروں جبکہ یہ جانتا ہوں کہ وہ مخلصین جو پورے اخلاص اور صداقت کے ساتھ اس عہد پہ قائم رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں مالی لحاظ سے ان پر عائد کی ہیں جو کچھ بھی ہو سکے وہ کر گزریں گے اور ان ذمہ داریوں کو ضرور ادا کریں گے۔ان کو جب دوبارہ تحریک کی جائے تو ان کی مجبوریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسان یہ سوچنے پہ مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کے دل پر اس سے کیا گزرے گی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے مخلصین کا ایسا طبقہ بھی ہے جو ہر آواز پر لبیک کہنے کی بے قرار تمنا رکھتا ہے اور کامل خلوص کے ساتھ ہر قربانی کی آواز پر لبیک کہنا چاہتا ہے اور اپنے عہدوں کو اعمال میں بدلنا چاہتا ہے، اعمال میں تبدیل کرنا چاہتا ہے یعنی اعمال کے ذریعے اپنے عہدوں کی صداقت کو ثابت کرنا چاہتا ہے۔ایسے طبقات تک جب یہ آواز پہنچتی ہے تو کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو اپنی مجبوریوں کا دکھ محسوس کرتے ہیں لیکن وعدے پورا کرنے کی استطاعت نہیں پاتے۔کچھ ایسے ہیں جو استطاعت اس حال میں پاتے ہیں کہ غیر معمولی قربانی ان کو دینی پڑتی ہے اور اپنے اعزاء اور اقرباء کی جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان سے ان کا حق چھین کر ان کو جماعت کی طرف منتقل کرنا پڑتا ہے۔اس کے باوجود چونکہ میری ذمہ داری ہے اور جماعت کو وقتاً فوقتاً نیکیوں کی طرف بلانا اور ان کی یاد دہانی کرواتے رہنا میرے فرائض منصبی میں داخل ہے اس لئے میں اس موضوع پر کچھ کہنے پر بہر حال مجبور ہوں۔لیکن غور کے بعد کچھ خاص پہلو میں نے آج چنے ہیں جن کے متعلق میں آپ کو یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں۔

ایک بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جب بھی مالی امور سے متعلق تحریک کی جاتی ہے تو بالعموم وہی طبقہ آگے آتا ہے جو پہلے بھی مالی قربانیوں میں آگے ہے اور وہ

اپنے آپ کو اوّلین مخاطب سمجھتا ہے۔ اس لئے جن پر پہلے ہی مالی ذمہ داریاں زیادہ ہیں نسبت کے لحاظ سے وہ آگے بڑھ کر اور بھی زیادہ بوجھ اٹھانے کے لئے خوشی کے ساتھ آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن ایک ایسا طبقہ جماعت میں ہے جو یا تو مالی نظام میں پوری طرح شامل ہی نہیں یا اپنی توفیق کے مطابق ادا نہیں کر رہا۔ ان میں امراء بھی ہیں اور غرباء بھی۔ دراصل وہ میرے مخاطب ہیں اور خصوصیت کے ساتھ آج وہ میرے مخاطب ہیں کیونکہ میرا گزشتہ تجربہ مجھے یہ بھی بتاتا ہے کہ زیادہ تر یہی وہ طبقہ ہے جن تک یا تو خطبات کی آواز نہیں پہنچتی یعنی ان میں سے بعض اتنے بے تعلق ہو چکے ہیں کہ وابستہ رہتے ہوئے بھی جماعت کے پروگراموں سے پوری طرح آشنا نہیں ہوتے، خلفائے وقت جو بھی تحریکات کرتے ہیں ان سے رابطہ نہیں رکھتے اور چونکہ جماعت سے بالعموم رابطہ کمزور ہو جاتا ہے اس لئے کئی جمعوں میں بھی وہ غائب رہتے ہیں۔ تو ایک حصہ ایسا ابھی بھی موجود ہے جن تک آواز ہی نہیں پہنچتی۔ اس لئے وہ گزشتہ تحریکات کے دوران غالباً عدم علم کی وجہ سے اپنی بعض کمزوریوں کو دور نہیں کر سکے لیکن کچھ ایسا طبقہ بھی ہے جن تک آواز تو پہنچتی ہے مگر مجبوریاں حائل ہوتی ہیں اور اس کی بناء پر یہی وہ جس کو مجبوریاں سمجھتے ہیں ان کے پیشِ نظر کچھ دیر تک وہ خطبہ سن کر یا جماعت کے دوسرے عہدیداران کی تحریک کے اثر سے سوچتے رہتے ہیں کہ ہمیں کچھ قدم اٹھانا چاہئے پھر وہ نیکی کی تحریک دب جاتی ہے اور وہ دنیا کے عام دستور کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

اس دوسرے طبقے میں دو قسم کے لوگ شامل ہیں ایک طبقہ ان میں وہ ہے جن کی آمدن تھوڑی ہے اور ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ وہ اپنے نفس کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ ہمیں توفیق نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے بارہا یاددہانی کرائی ہے جن کو توفیق نہیں ہے یا وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھے توفیق نہیں اسے غائب رہنے کا حق نہیں ہے نہ از خود فیصلہ کرنے کا حق ہے اس کو چاہئے کہ دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ کام لیتے ہوئے اپنی مجبوریوں سے مختصراً مطلع کر دے جماعت کو یا اگر جماعت کے سامنے حالات کھول کر بیان کرنا مناسب نہ سمجھیں تو مجھے لکھ دیں اور میں نے عموماً یہ وعدہ کیا ہوا ہے جماعت سے کہ ایسے سب دوستوں کو ان کی توفیق کے مطابق چندہ ادا کرنے کی اجازت دے دیا کروں گا تا کہ ان کا یہ فعل خدا کی نگاہ میں کوئی کمزوری شمار نہ ہو بلکہ باقاعدہ نظام جماعت کے مطابق جتنی ذمہ داری ان کو ادا کرنی چاہئے وہ ادا کر رہے ہوں۔ اس سے ان کے دل میں بھی پھر حرکت پیدا ہوگی، ان کے

اندر بھی یہ احساس پیدا ہوگا کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک فعال حصہ ہیں جماعت کا اور ہم کوئی جرم نہیں کر رہے۔ اس کے نتیجے میں نئی نیکیوں کی توفیق ملے گی۔

ابھی تک میں سمجھتا ہوں کہ ایک حصہ ایسا موجود ہے جماعت میں جس نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی حالانکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسی زندگی گزارنا کہ توقع ہے کہ وہ ایک شرح کے مطابق چندہ ادا کریں اور از خود نہ ادا کر رہے ہوں۔ یہ ایک قسم کی مجرمانہ سی زندگی ہے، تقویٰ کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں ہے لیکن اجازت لے کر وہی فعل کرنا اس کے نتیجے میں دل میں ایک شرح صدر پیدا ہوتا ہے، انسان کے اندر ایک خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور باقی نیکیوں میں حصہ لینے کے لئے حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ان دو حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے جب میں یہ تحریک کرتا ہوں اور یاد دہانی کراتا ہوں تو اس کے پیچھے حکمت ہے اس کو سمجھیں اور ابھی تک اگر آپ میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے یہ فعل نہیں کیا تو اب کر کے اپنے نفس کو مطمئن کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔

ایک بات کی وضاحت میں کرنی چاہتا تھا خواہ مخواہ اپنے ذمے جمعہ میں بولنے کا گناہ لیا۔ میں یہی بات کہنی چاہتا تھا جس کی طرف آپ نے مجھے ابھی توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ اس بات کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو دوست مجھے یہ لکھتے ہیں کہ کلیۃً چندہ معاف کر دیا جائے میں انہیں ہمیشہ یہ جواب لکھتا ہوں کہ مجھے اس بات کی توفیق ہی نہیں ہے کہ میں آپ کو کلیۃً آزادی دوں کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کی جان پر یہ سخت ظلم ہوگا اور دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے خلاف کوئی فیصلہ کرنے کا کسی خلیفہ کو اختیار ہی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب شرحیں مقرر نہیں ہوئیں تھیں کہ جو بھی مجھ سے عہدِ بیعت باندھتا ہے وہ اپنے اوپر کچھ نہ کچھ ضرور فرض کر لے اپنی توفیق کے مطابق۔ اس لئے جب میں نے کھلی اجازت دی تو وہ فعل میرا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے تابع تھا اور آپ کی ہدایت کے نیچے تھا۔ میں نے ایک بعد کی مقرر کردہ شرح سے استثناء کیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے استثناء نہیں کیا جو مامورِ وقت ہیں۔ اس لئے میں کبھی بھی کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتا نہ دیتا ہوں کہ وہ کلیۃً مستثنیٰ ہے۔

دوسرے میں یہ بیان کیا کرتا ہوں عموماً خط کے ذریعے اب میں جماعت کو بالعموم بتا دیتا

ہوں کہ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم پہ اس لحاظ سے بھی یہ ظلم ہوگا کہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ نہ کچھ مشکل کے باوجود ضرور فرض کرتے ہیں ان کے اندر اللہ تعالیٰ بہت ہی پاکیزہ تبدیلیاں پیدا فرماتا ہے اور ان کے اموال میں بھی وسعتیں عطا فرماتا ہے اور برکت بخشتا ہے یہاں تک کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جس کو میں نے اجازت دی جس نے خود مجبوریاں لکھ کے اجازت لی تھوڑے عرصے کے بعد ہی اس کا خط آیا کہ میرے حالات خدا کے فضل سے بالکل بدل چکے ہیں اور مجھے اب اس اجازت کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو میں یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ میں آپ کے اوپر دوہرا ظلم کرنے والا ہوں گا (اول تو پہلے کی اجازت ہی نہیں مجھے) لیکن پھر بھی دوہرا ظلم کرنے والا ہوں گا اگر میں آپ کو کلیۃً چندوں سے مستثنیٰ قرار دے دوں۔

پھر تزکیہ اعمال کے ساتھ خدا کی راہ میں خرچ کئے جانے والے اموال کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ عمومی نام اس قربانی کا زکوٰۃ رکھا گیا اس لئے جو شخص بھی کچھ نہ کچھ خالص تقویٰ کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ اللہ کی راہ میں پیش کرتا رہتا ہے اس کا ایک بہت ہی بڑا فائدہ اس کی ذات کو یہ پہنچتا ہے کہ اس کے اندر تزکیہ کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اس موضوع کو سمجھنے سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم میں سورۃ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کے جو چار کام بتائے گئے ہیں ان میں بظاہر مالی قربانی کا ذکر نہیں۔ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾ (الجمعہ:۳) ان چاروں میں بظاہر مالی قربانی کا ذکر نہیں حالانکہ يُزَكِّيْهِمْ میں یہ داخل ہے کیونکہ قرآن کریم نے مالی قربانی کا بنیادی مرکزی نام زکوٰۃ رکھا اور تزکیہ کے اندر قربانی کا اتنا بڑا دخل ہے کہ وہ لوگ جن کو تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ مالی قربانیوں نے ان کے نفوس کی کایا پلٹ دی۔ ایک سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے بلند مقام کی طرف انہوں نے حرکت کی ہے اور اس حرکت کا محرک مالی قربانی بنتی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ مالی قربانی کرتے وقت بسا اوقات انسان کو چاروں طرف سے مشکلات دکھائی دینے لگتی ہیں اور اپنی حالت اور اپنی بیقراری پر رحم آنے لگتا ہے کہ میں کیا کروں۔ پھر وہ ایک فیصلہ کرتا ہے جو اس وقت اس کو تھوڑا سا کڑوا بھی معلوم ہوتا ہے کہ میں نے خدا کی خاطر یہ کام کرنا ہے چاہے کوئی تکلیف پہنچے میں یہ کام کروں گا۔ وہ ایک لمحہ فیصلے کا اس کی کایا پلٹ دیا کرتا ہے۔ اس کے

اندر ایک عظمت کا احساس پیدا کر جاتا ہے۔خود وہ جانتا ہے کہ اب میں دوسروں سے مختلف ہو رہا ہوں یا اپنی پہلی حالت سے الگ ہو چکا ہوں۔اسی لئے مالی قربانی کا تزکیہ سے اتنا گہرا تعلق ہے اور اتنا حقیقی تعلق ہے کہ میرے نزدیک یُزَكِّيهِمْ کے فعل میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا قوم کو مالی قربانیوں کے لئے تیار کرنے کا بھی ذکر شامل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مالی قربانی کی روح سے واقف ہونے کے بعد صحابہ نے حیرت انگیز نمونے دکھائے جو بعض پہلو سے ناقابلِ فہم ہیں۔اصحاب صفہ وہ لوگ ہیں جن کے کمائی کے کوئی ذریعے نہیں تھے جو اپنے آپ کو خالصۃً للہ وقف کر کے مسجدوں میں دھونی رما کے بیٹھ گئے تھے اور آنحضرت ﷺ کی کسی بات کو بھی کھونا نہیں چاہتے تھے ہاتھ سے اس لئے ہر وقت مسجدوں سے چمٹے ہوئے تھے اور غرباء تھے۔جب انہوں نے سمجھا کہ مالی قربانی کی کتنی عظمت ہے تو باوجود اس کے کہ خود ان کا گزارہ لوگوں کے لائے ہوئے تحائف اور ہدیوں پر تھا۔ان میں سے بہت سے ایسے تھے جنہوں نے کلہاڑیاں بنائیں اور جنگلوں میں نکل گئے اور لکڑیاں کاٹیں اور شہر میں لاکر بیچیں اور جو حاصل کیا وہ خود خدا کی راہ میں خرچ کرنا شروع کیا تا کہ وہ اس عظمت سے محروم نہ رہ جائیں۔

پس ان اصحاب صفہ کی درخشندہ مثال کے نتیجے میں اب قیامت تک کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو غریبانہ گزارہ حاصل کرنے والا ہوں میں کیسے چندہ دوں کیونکہ میری تو روزمرہ کی زندگی اس طرح گزرتی ہے کہ مجھے حکومت یا کوئی دوسرے ادارے زندہ رہنے کا الاؤنس دے رہے ہیں اس لئے چندہ ان پر فرض ہے جو کماتے ہیں میں تو بمشکل الاؤنس پہ رہتا ہوں۔ان عظیم الشان صحابہ کی اس درخشندہ مثال کا پَرتو ہے جماعت احمدیہ پر اللہ کے فضل کے ساتھ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جرمنی میں خصوصیت کے ساتھ اور بعض دیگر ممالک میں بھی ایسے مخلصین ہیں جن کو بظاہر اتنا تھوڑا گزارہ ملتا ہے کہ بمشکل اس سے زندگی کے سانس پورے ہو سکتے ہیں لیکن باقاعدگی کے ساتھ اس کے باوجود وہ چندہ ادا کرتے ہیں اور دعا کے لئے تحریک کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں توفیق ملے کہ ہم اور بھی زیادہ خدمت کرسکیں۔پھر بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے بہت ہی سخت احتجاج میرے سامنے کیا کہ ہم نے جب چندہ ادا کرنے کی کوشش کی تو سیکرٹری مال نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم جانتے ہیں تمہارا گزارہ تھوڑا ہے اس لئے تم چندہ نہ دو۔جب ان کی شکایت مجھے ملی تو میں نے امیر کی بھی جواب

طلبی کی اور سیکرٹری مال کی بھی جواب طلبی کی کہ خدا ان کو سعادت بخش رہا ہے، ان کو اس بات کا فہم ہے کہ مالی قربانی کے نتیجے میں کچھ کھویا نہیں جاتا بلکہ حاصل ہوتا ہے تم کون ہوتے ہو ان کو اس سعادت سے محروم کرنے والے؟ تم سے زیادہ خدا رحم کرنے والا ہے۔ تمہارے رحم سے تو ان کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ ایک انسان کے رحم سے کیا مل سکتا ہے انسان تو ایک فقیر اور ایک ذلیل زمین کے کیڑے پر بھی بعض دفعہ رحم کی نگاہ ڈال دیتا ہے۔ اس سے اس کا کچھ نہیں بنتا ان کو خدا کو رحم کیوں نہیں حاصل کرنے دیتے۔ جب یہ خدا کی خاطر دکھ اٹھاتے ہیں اور ایسے دردناک حالات میں قربانی کرتے ہیں تو تم سمجھتے ہو کہ تمہارا دل تو حرکت میں آگیا اور خدا کا دل حرکت میں یا خدا کی روح، جو بھی اس کو نام دیا جا سکتا ہے وہ حرکت میں نہیں آئے گی؟

اس کے علاوہ بہت سے ایسے جماعت میں نئے داخل ہونے والے ہیں جو گزشتہ کئی سال سے داخل ہوئے یا ہو رہے ہیں اس عرصہ میں لیکن احباب جماعت ان کو اپنی طرف سے اس ٹھوکر سے بچانے کے لئے کہ کہیں ان سے مالی قربانی کی بات کی گئی تو پیچھے نہ ہٹ جائیں۔ ان پر یہ ظلم کر دیتے ہیں کہ ان کو چندوں کے نظام سے پوری طرح آشنا نہیں کرتے اور ان کو ان قربانیوں کی طرف متوجہ نہیں کرتے جو ان کا حق ہے۔ مالی قربانی کے لئے فرض کا لفظ اتنا موضوع نہیں جتنا حق کا لفظ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ہمیں یہ نقطہ سمجھایا فرمایا: وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذاریات: ۲۰) حق کہہ کر بتایا کہ ان کے اموال میں حق ہے اور یہ بات کھلی رہنے دی کہ کس کا حق ہے۔ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ادا کرنے کا ان کا حق ہے یا سائل و محروم کا حق ہے کہ ان کے مال سے لے۔ عین بیچ میں اتنی خوبصورتی کے ساتھ اس مضمون کو رکھ دیا کہ دونوں طرف چل جاتا ہے۔ وہ لوگ جو تقویٰ کو اعلیٰ مقام رکھتے ہیں وہ یہ سمجھیں گے اس آیت سے کہ ہمارا حق ہے کے سائل اور محروم کے لئے ہم اپنے اموال میں سے کچھ پیش کریں یعنی خدا نے یہ ہمیں سعادت بخشی ہے اور وہ لوگ جو نسبتاً کم معیار پر ہیں وہ یہ معنی لے سکتے ہیں کہ سائل اور محروم کا ہمارے اموال میں حق داخل ہو گیا ہے جب تک ہم ادا نہیں کریں گے ہم اس کی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے۔ بہرحال میں ذاتی طور پر یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ مالی قربانیوں کو حق قرار دیا جائے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سعادت ہے یہ بوجھ نہیں ہے۔

پس جو نئے داخل ہونے والے احمدی ہیں جماعت کو چاہئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو ان کو یہ

بتائیں کہ تمہارے لئے روحانی ترقی کی یہ وہ راہیں ہیں جو قرآن نے اور محمد مصطفی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے سے کھول رکھی تھیں ۔ ہم وہ خوش نصیب ہیں جو صاحب تجربہ ہو چکے ہیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ ان قربانیوں کے نتیجے میں غیر معمولی عظمتیں نصیب ہوتی ہیں اور خدا کی رضا کا انسان حامل بن جاتا ہے۔ تم بھی محروم نہ رہو تم بھی شامل ہو۔ ہاں اگر تم میں ابھی توفیق نہیں کہ زیادہ شامل ہو سکو تو دعا کرو، استغفار کرو اور جتنی ہمت پاتے ہو خلیفہ وقت کو لکھ کر اجازت لو کہ میں اس شرح سے ادا کیا کروں گا اور اس کے بعد اس پر قائم رہو۔ اگر جماعت اس فرض کو ادا کرے تو گزشتہ چند سالوں میں اس کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت میں داخل ہونے کا رجحان پیدا ہو چکا ہے کہ دیکھتے دیکھتے نئے آنے والوں کی وجہ سے ہی ہماری بہت سی مالی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا ہونی شروع ہو جائیں گی۔

اس کے علاوہ ایک اور طبقہ ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں وہ ہے تاجروں کا اور دوسرے پیشہ وروں کا جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی استطاعت بخشی ہوئی ہے۔ میں بار بار ان کو متوجہ ہو کر پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب بھی اس بات کو دہراتا ہوں کہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ خدا نے آپ کو کتنی توفیق بخشی ہے اور خدا سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ کیا آپ اس توفیق کے مطابق ادا کر بھی رہے ہیں کہ نہیں۔ پہلی بات میں جب میں نے کہا آپ میں سے کوئی نہیں جانتا تو خدا کا استثناء تھا لیکن دوسری بات میں جب میں نے یہ کہا تو اس میں آپ بھی شامل ہیں کہ خدا سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ آپ واقعۃً توفیق کے مطابق ادا کر رہے ہیں کہ نہیں۔ یہ میں نے اس لئے کہا کہ بسا اوقات انسان اپنے نفس کو خود دھوکے میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میری توفیق یہ ہے حالانکہ اس کی توفیق عنداللہ زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس طبقے کو میں مخاطب اب پھر کرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں ابھی ان میں ایک بڑی تعداد ایسی موجود ہے جو ہرگز شرح کے مطابق چندہ نہیں دے رہے اور زائد چندوں میں بھی جتنی توفیق ہے اتنا حصہ نہیں لے رہے۔

پاکستان میں ایسے لوگ نسبتاً کم ہیں کیونکہ وہاں ایک لمبی تربیت کی وجہ سے مالی قربانی کا معیار ماشاء اللہ بہت ہی بلند ہو چکا ہے لیکن پھر بھی موجود ہیں۔ بیرونی دنیا میں نسبتاً زیادہ ہیں۔ ایک ملک کی مجلسِ عاملہ کے اہم ممبران نے جائزہ لیا تو مجھے ان میں سے بعض نے لکھا کہ ہم بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بظاہر ہمارا ملک خدا کے فضل سے اتنا آگے بڑھ چکا ہے لیکن ابھی 3/4 احمدی

ایسے ہیں جو اپنی شرح کے مطابق پورا چندہ نہیں دیتے اور اگر وہ دیں تو چندہ کئی گنا زیادہ بڑھ جائے۔ ہم ان کو نام بنام مخاطب نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کا ایک خط ہے اخفاء کا اور ستاری کا۔ اس پردے کو پھاڑنا ہمارا کام نہیں ہے لیکن خطبات میں خلیفہ وقت یہ تو کر سکتا ہے کہ عمومی تحریک کرے اور بار بار ان کے دل کو جھنجھوڑنے کی کوشش کرے اور ان کو ان سعادتوں کی طرف متوجہ کرائے جن سے وہ محروم رہتے چلے آرہے ہیں۔ یہ طبقہ اگر شامل ہو جائے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آئندہ چند ماہ جو اس سال کے باقی ہیں ان میں ہی وہ ساری کمیاں پوری ہو سکتی ہیں جو گزشتہ بیان کردہ طبقات کی کمزوری یا دیر میں شامل ہونے کے نتیجے میں ہمارے سامنے آرہی تھیں اور ابھی بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مختلف ممالک کے بجٹ ان کی توقعات سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

دوسرے اس طبقے کو مخاطب کر کے میں پھر یہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ آپ کے یہ خدشات جھوٹے ہیں کہ آپ اگر شرح کے مطابق چندے دیں گے تو آپ کے اموال میں نا قابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا اور آپ کی تجارتوں پر برا اثر پڑے گا۔ یہ وہم ہے، یہ خدا پہ بدظنی ہے، یہ سلسلے کے لمبے تجربے کے بالکل مخالف بات ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں خالص تقویٰ کے ساتھ خدا کی محبت کو اور اس کی رضا کی نگاہ کو سامنے رکھ کر قربانی دیتے ہیں ان کے اموال میں کبھی بے برکتی نہیں ہوتی۔ غیر متوقع راہوں سے خدا ان کے اموال میں برکت پہ برکت دیتا چلا جاتا ہے۔ اس کے اتنے بکثرت مشاہدات ہیں کہ جماعت احمدیہ میں تو ایک جاری سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اور اس کے نشانات کا جو دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ تاجروں کے طبقے سے تازہ، ابھی دو تین دن کی ڈاک کے اندر، جو مجھے بعض باتیں ملیں میرے ذہن میں تازہ ہیں جو میں دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو لوگ خدا کے لئے قربانی کا حوصلہ کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان سے بے وفائی کبھی نہیں کرتا۔

ایک دوست نے مجھے لکھا کہ ایک انسپکٹر مال صاحب نے اندازہ لگا کر میرے متعلق کہ میری اتنی آمد ہوگی ٹھیکیدار ہوں، اتنا بڑا کاروبار ہے مجھے کہا کہ آپ دس ہزار چندہ کیوں نہیں لکھاتے تو میں نے اسے کہا کہ توفیق نہ بھی ہو تو لکھواؤں؟ اس نے مجھ سے یہ بحث نہیں کی کہ توفیق ہے کہ نہیں۔ اس نے کہا پھر بھی لکھوا دیں دیکھیں خدا کیا فضل کرتا ہے۔ کہتے ہیں میں نے لکھوا دیا اور سال پورا نہیں

ہوا تھا کہ میرا کاروبار جو ہمیشہ تین لاکھ کے پھیر میں رہتا تھا ٹھیکوں کے وہ ایک سال کے اختتام سے پہلے تیس چالیس لاکھ تک پہنچ گیا اور اب میں نے کام لینے چھوڑ دیئے ہیں کیونکہ میں سنبھال ہی نہیں سکتا اور یہ دس ہزار کی ادائیگی مجھے پتا بھی نہیں لگا کہ کیسے ادا ہے۔

اس سے بھی زیادہ ایک اور عظیم الشان مثال زیادہ دلچسپ مثال یہ ہے کہ آنے سے پہلے لندن میں ایک دوست میرے پاس آئے اور ان کے ہاتھ میں دو چیک تھے ایک پینتالیس ہزار پاؤنڈ کا اور ایک چالیس ہزار پاؤنڈ کا۔ میں نے کہا یہ کیسے چیک ہیں تو انہوں نے کہا اس چیک کے ساتھ ایک کہانی وابستہ ہے وہ پہلے سن لیں پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ نے تحریک کی صد سالہ جوبلی کے لئے تو اس میں اس قسم کے الفاظ تھے کہ تاجر جو ہیں وہ بھی حوصلہ کریں خدا کی راہ میں قربانی کے لئے ہمت دکھائیں، دیکھیں تو سہی کہ خدا تعالیٰ کس طرح غائبانہ مدد کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس سے میرے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ میری تجارت چھوٹی تھی باوجود اس کے کہ میرے پاس پیسہ نہیں تھا میں نے بنک سے ایک لاکھ قرض لیا اور چندہ ادا کر دیا۔ اس واقعہ کو چار سال گزرے ہیں کہتے ہیں اب اس وقت میرا سالانہ جو چندہ عام بنتا ہے وہ کچھ میں جماعت میں باقاعدہ ادا کرتا رہا ہوں اب سال کے آخر پر جو میں نے حساب کیا ہے تو پینتالیس ہزار پاؤنڈ میرے ذمہ بن رہا ہے چندہ عام کا جو میں اب ادا کر رہا ہوں۔ چار سال پہلے جو ایک لاکھ چندہ ادا کرنے کے لئے قرض لے رہا تھا اور اس کو بہت ہی بڑا تیر سمجھ رہا تھا کہ میں نے تیر مار دیا ہے قربانی کا۔ اب وہ بیک وقت سولہ لاکھ کے لگ بھگ چندہ بقایا ادا کر رہا ہے سارا چندہ شامل نہیں ہے اس میں۔ دوسرے اس نے کہا کہ شکرانے کے طور پر میں نے فیصلہ کیا کہ جس تحریک کی وجہ سے خدا نے اتنی عظیم برکت ڈالی ہے اس چندے کو میں بڑھا دوں چنانچہ میں نے پچاس ہزار پاؤنڈ مزید صد سالہ جوبلی کا دینے کا فیصلہ کیا تھا دس ہزار میں ادا کر چکا ہوں بقیہ چالیس ہزار پاؤنڈ کا یہ چیک میں ابھی آپ کے لئے لے کے آیا ہوں۔

یہ واقعات ابھی دو تین دن کے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے لندن سے چلنے سے ایک دو دن پہلے کی بات ہے۔ یہ واقعہ اور یہ خط آتے ہوئے مجھے ملا تھا میں نے ہادی علی پرائیویٹ سیکرٹری کو پکڑا دیا کہ وہاں جا کے مجھے دے دینا، جمعہ پر یاد کرا دینا۔ آئے دن روزمرہ یہ باتیں ہو رہی ہیں جماعت میں اور بڑی بھاری تعداد میں خدا کی رحمتوں کے گواہ موجود ہیں ہمارے اندر۔ آپ کو

کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے اپنے گردوپیش میں اپنے ساتھیوں سے اس موضوع کو چھیڑیں گے تو آپ حیران ہوں گے سن کر کہ کثرت کے ساتھ ساری دنیا میں تمام جماعتوں میں ایسے خدا کی رحمت کے گواہ پیدا ہو چکے ہیں اس زمانے میں جو گواہی دے سکتے ہیں کہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے معمولی معمولی ادنیٰ قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے بے انتہا فضل نازل فرمائے ہیں۔

ڈرنے کی کون سی بات ہے، بے حوصلگی کا کون سا موقع ہے۔ بدظنّی کر کے خدا تعالیٰ پر آپ اپنا نقصان کر رہے ہیں اور ان لذتوں سے محروم ہو رہے ہیں جو مالی قربانی کے ساتھ وابستہ ہیں اور وہ لذتیں اپنی ذات میں اتنی عظیم ہیں کہ ان کے بعد جو روپیہ ملتا ہے خدا کے فضل کے ساتھ اس کی قیمت بھی کوئی نہیں رہتی انسان کی نظر میں۔ محض خدا کی خاطر قربانی کر دینے کا فعل ہی اپنے اندر اتنی لذت رکھتا ہے کہ وہ خود اپنا اجر ہے اور صاحب تجربہ آدمی کو پتا ہے کہ اس اجر کے بعد انسان موجوں میں رہتا ہے کہ ہاں مجھے لطف آ گیا میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے رب کے حضور کچھ پیش کیا ہے اس کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجے میں اور مشکل حالات میں۔ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:۱۰) میں ان لوگوں میں داخل ہو گیا ہوں جن کے اوپر خصاصت تھی، جن کے اوپر تنگی تھی پھر بھی خدا کی محبت کی خاطر میں اس مقدس گروہ میں داخل ہو گیا کہ اس کے لئے میں نے کچھ قربانی دی۔

پیش نظر یہ مطمح نظر رکھیں، یہ اعلیٰ مقصد رکھیں کہ خدا کے پیار کی نگاہ مجھ پہ پڑے۔ اس کی رضا کی جنت میں میں داخل ہو جاؤں کیونکہ خدا کے پیار کی نگاہ اور خدا کی رضا کی جنت دائمی ہوتے ہیں لیکن مالی فضل خواہ کتنا بڑا بھی ہو اس کے دائمی ہونے کی کوئی ضمانت نہیں اور اگر آپ کی زندگی تک وفا بھی کرے تو پھر ساتھ آگے نہیں جائے گا سب کچھ پیچھے چھوڑنا پڑے گا لیکن رضا کی جنت ایسی ہے جو اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور اگلی دنیا میں آپ کے ساتھ جاتی ہے۔ خدا کے پیار کی نگاہ اس دنیا میں بھی آپ پہ پڑتی ہے اور اگلی دنیا میں اس سے زیادہ شدت کے ساتھ پڑتی ہے اس کے درمیان کوئی بیریئر (Barrier) نہیں ہے، کوئی ایسا ملک نہیں ہے جس کا قانون رستے میں کھڑا ہو کہ اس دنیا سے ہم نے خدا کی رضا کو آگے نہیں جانے دینا یا اس دنیا سے ہم نے خدا کی محبت اور پیار کی نگاہوں کو آگے نہیں جانے دینا۔ وہ دونوں ملکوں کا بادشاہ ہے، اس دنیا کا بھی اور اس دنیا کا بھی۔ اس لئے ان دونوں کے درمیان واقع ہونے والی سرحد پر کوئی پہرہ نہیں ہے جو رستے میں حائل ہو جائے اور کہہ سکے کہ نہیں اس دنیا

کی چیز کو میں نے اس دنیا میں نہیں جانے دینا لیکن ان کے سوا باقی چیزیں ایسی ہیں جن کے اوپر بڑے پہرے کھڑے ہیں ۔قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس دنیا میں خرچ کرلو۔ ہم ضامن ہیں کہ اس دنیا میں تمہارے نام پر منتقل کریں لیکن اگر نہیں خرچ کرو گے تو زمین و آسمان کے برابر بھی سونے اگر تم پیش کرو گے خدا کے حضور تو وہ قبول نہیں کیئے جائیں گے۔کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ اس دنیا میں ہم سونے ہم کس طرح پیش کر سکتے ہیں۔اس دنیا میں تو سونے پیش نہیں ہو سکتے۔اس لئے ایک معنی اس کا یہ ہے کہ جب وقت تھا،سونے پیش کیئے جاسکتے تھے اس وقت ہم نے تم سے سونے کے پہاڑوں کا مطالبہ نہیں کیا تھا ایک ایک ریزہ جو تم خدا کے حضور سونے کا پیش کر سکتے تھے اور کیا خدا نے اس کو بھی قبول فرمایا اور پہاڑوں میں بدل دیا۔اب اس کے برعکس صورتحال ہے اب پہاڑ بھی پیش کرو یعنی عقلی طور پر یہ بات اٹھائی جائے تب بھی وہ قبول نہیں کیئے جائیں گے یا کوئی یہ کہہ دے کہ نہیں گزشتہ ساری جائیداد جو میں چھوڑ کے آیا ہوں وہ اب قبول کرلے میری اولاد کو بے شک محروم کردے یہ بھی قبول نہیں ہوگا۔

تو یہ دو دنیاؤں کے درمیان جو حد فاصل ہے قرآن کریم نے کھول دیا ہے کہ ٹیرف (Tariff) کے قوانین کیا ہیں کون سی چیزیں یہاں سے گزر کے اس جگہ جاسکتی ہیں اور کون سی چیزیں روک دی جائیں گی اور کوئی Bribery ،کوئی رشوت،کوئی سفارش کام نہیں آئے گی کیونکہ جن فرشتوں کے پہرے ہیں اس نظام پر وہ فرشتے کسی قیمت پر اس دنیا کی چیز اس دنیا میں منتقل نہیں ہونے دیں گے سوائے نیکیوں کے رضائے باری تعالیٰ کے اور ان اخراجات کے لئے جو آپ یہاں کر چکے ہیں وہ ضرور منتقل ہوں گے یعنی خدا کی راہ میں کیئے جانے والے اخراجات۔اس لئے اس بات کو سمجھیں آپ کے فائدے کی باتیں ہونگی۔اس دنیا میں بھی آپ کے فائدے کی باتیں ہیں،اس دنیا میں بھی آپ کے فائدے کی باتیں ہیں۔نفس کے تزکیہ کے لحاظ سے بھی آپ کے پاس فائدے کی باتیں ہیں اور اموال میں نشوونما کے لحاظ سے بھی آپ کے فائدے کی باتیں ہیں۔یہ وہ سودے ہیں جن میں نقصان کا کوئی امکان نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔آمین۔